حافظ نجم الحق نجم

اسلام اور فلاحی ریاست کا تصور

ماضی اور حال میں اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے وہ ہمہ گیر نظام پیش کرتا ہے جسے اپنا کر انسان دنیا و آخرت میں فلاح اور کامیابی پاسکتا ہے۔ اجتماعی زندگی میں فلاحی ریاست کا جو تصور اسلام نے پیش کیا، جسے حضور اکرم ﷺ نے عملی طور پر نافذ کر کے ایک مثالی فلاحی مملکت تشکیل دی اور جس کی اتباع خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی اس کی مثال اقوام عالم کی تاریخ میں ملنی ناممکن ہے۔ اسلام ایسی ریاست کو فلاحی ریاست سے تعبیر کرتا ہے جو پورے معاشرے کی ترقی و خوش حالی کی ضامن ہو، جہاں اللہ کی مخلوق خوراک لباس اور رہائش سے محروم نہ ہو، جہاں ترقی کے مواقع سب کے لئے یکساں ہوں اور ہر ایک کو اس کی محنت ذہانت، قابلیت اور صلاحیت کے مطابق پورا صلہ ملے اور جہاں ہر شخص امن و سلامتی کے ساتھ ہر قسم کے ظلم و استحصال سے محفوظ رہ کر اپنے حقوق حاصل کر سکے۔ فلاحی ریاست کے لئے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے سے جو نمایاں بنیادی اصول واضح ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے

حاکمیت اعلیٰ:

اسلامی ریاست کی بنیاد اللہ کی حاکمیت کے تصور پر قائم ہے۔ اس کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہی اس کا حاکم ہے۔ زمین پر عارضی حکمران محض تفویض کردہ اختیارات استعمال کرنے کا مجاز ہے۔ ارشاد باری ہے:

انِ الحُکمُ الا للہ اَمَر اَلا تعبدُو اِلّا اِیّاہ ذٰلک الدّین القیّم (یوسف ۴۰)

حکم سوائے اللہ کے اور کسی کا نہیں۔ اسکا فرمان ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی صحیح دین ہے

یَقُولُون ھل لنا من الامر من شئی قُل ان الامر کلہ للہ (آل عمران ۱۵۴)

وہ پوچھتے ہیں اختیارات میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے۔ کہو کہ اختیارات تو سارے اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون (المائدہ ۴۴)

جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ کی طرف اُتاری گئی وہی لوگ کافر ہیں۔

اسلامی نظریہ کے مطابق جب حاکمیت صرف اللہ کی ہے تو قانون ساز بھی صرف وہی ہے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ قانونِ الٰہی سے روگردانی کرے اور اپنی خواہشات پر عمل کرے۔ اسلامی ریاست میں صرف اللہ کا قانون نافذ ہوگا۔ اور ایسے کسی قانون کی گنجائش نہیں ہوگی جو الٰہی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی ایسے قانون کی اتباع ضروری ہوگی ارشاد باری ہے:

اتبعوا ماانزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء (الاعراف ۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم پر کتاب اللہ کی پیروی لازم ہے جس چیز کو اس نے حلال کیا ہے اس کو حلال کرو اور جسے اس نے حرام کیا ہے اسے حرام کرو۔ (کنزالعمال)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ایک مسلمان پر اپنے امیر کی سمع و طاعت فرض ہے خواہ اس کا حکم اسے پسند ہو یا ناپسند ہو تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سمع و طاعت نہیں۔ (بخاری شریف)

حکام میں سے جو کوئی تمہیں کسی معصیت کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو (کنزالعمال)

شوریٰ یا سربراہ ریاست کی حیثیت:

اسلامی ریاست کا حکمران مسلمانوں کے مشورے اور رضامندی سے مقرر ہوتا ہے۔ اور وہ معاملات ریاست میں بھی مسلمانوں کے مشورے کا پابند ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وشارهم فی الامر (آل عمران ۱۵۹) معاملات حکومت میں مشورہ کرلیا کرو

و امر هم شوریٰ بینهم (سورۂ شوریٰ ۳۸) ان کے معاملات حکومت باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں۔

اسلامی ریاست میں حکمرانی کے لئے عہدہ طلب کرنے کی اجازت نہیں، حتیٰ کہ جو شخص خود اس عہدہ کا طالب بن جائے وہ واجب القتل ہے حضرت عمر فرماتے ہیں

من دعاالی اماره نفسه او غیره من غیر مشوره من المسلمین فلایحل لکم ان لاتقتلوه (کنز العمال)

"جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر اپنی یا کسی اور شخص کی امارت کے لئے دعوت دے تو تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ اسے قتل نہ کرو۔"

اسلامی ریاست کا حکمران جو ریاست کے امور اہل علم کے مشورے سے طے نہ کرے اسے معزول کردینا چاہیئے جیسا کہ صاحب فتح البیان نے لکھا ہے۔

"جو خلیفہ اہل علم و اہل دین سے مشورہ نہ کرے اس کی معزولی کے واجب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں" (فتح البیان ۱۳۰/۲)

عدل و انصاف کا قیام:

اسلامی ریاست میں قرآن و سنت کا قانون نافذ ہوگا جو سب کے لئے برابر ہے۔ اور سربراہ مملکت سے لے کر ادنیٰ ترین آدمی تک سب پر اس قانون کا اطلاق یکساں ہوتا ہے۔ قرآن مجید نبی کریم ﷺ کے ذریعہ اعلان کرتا ہے

وامرت لاعدل بینکم (شوریٰ ۴۲) اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں

اسلامی ریاست میں سب کو برابر انصاف ملتا ہے۔ احکام و قوانین کے نفاذ اور فریقین کے درمیان عدل و انصاف سے کام لینے کے معاملات میں سارے افراد یکساں ہیں۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔

ارشاد نبوی ہے